قیوم قریشی

مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کی کہانی

ماہنامہ ''نقیبِ ختمِ نبوت'' کے ماہ جولائی ۲۰۰۵ء کے شمارے میں میرے دادا جان مرحوم و مغفور کے حوالے سے حکیم نورالدین کا ذکر پڑھ کر بعض دوستوں کے دل میں ایک سوال پیدا ہوا اور انہوں نے اس سوال کا جواب جاننے کیلئے مجھ سے رابطہ کیا ہے۔ اس سوال کا تعلق میرے مضمون کے اس حصے سے ہے جس میں دادا جان اور ان کے ساتھی کے استخارے کے یکساں نتائج سننے کے بعد حکیم نورالدین کا ردعمل بتایا گیا تھا۔ قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ استخارے کے نتائج سن کر اس نے دادا جان کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ

''عمر دین حقیقت تم بھی جانتے ہو اور میں بھی جانتا ہوں لیکن میں نے جو راہ اختیار کی ہے میں اس پر چلنے پر مجبور ہوں
'اس لیے سمجھ لو کہ آج سے میری اور تمہاری راہیں جدا ہیں اور ہم اب آپس میں ایک دوسرے سے ملیں گے بھی نہیں۔''

اس پر قدرتی طور پر کچھ ذہنوں میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ:

''آخر وہ کیا مجبوری تھی جس نے نورالدین جیسے صاحب علم و فضل (علم و فضل کی حقیقت تو ظاہر ہو چکی ہے)
کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے تھے اور وہ حقیقت جاننے کے باوجود اپنی اختیار کردہ راہ ترک نہ کر سکا ہو؟''

اس سوال کا جواب میں دے سکتا ہوں۔ اس کا کوئی دستاویزی ثبوت میرے پاس تو موجود نہیں اور جو کچھ دستاویزی ثبوت کی صورت میں کبھی موجود تھا وہ جموں میں دادا جان مرحوم و مغفور کے کاغذات کے ساتھ ہی کہیں رہ گیا۔ البتہ یہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں نے اور میری نسل کے دوسرے لوگوں نے ہوش سنبھالا تھا تو مجلس احرار اسلام کے روحِ رواں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مدیر ''زمیندار'' مولانا ظفر علی خان مرحومین کے کہے ہوئے یہ الفاظ ہمارے کانوں میں مسلسل گونجتے رہے کہ:

''قادیانیت ایک ایسا زہریلا پودا ہے جو انگریز نے ہندوستان اور خاص طور پر
پنجاب میں اسلام کے تناور درخت کو نقصان پہنچانے کے لیے خود کاشت کیا ہے۔''

ان دونوں مرحوم بزرگوں کے الفاظ کا بھی ایک پس منظر تھا جو ان دنوں بہت بڑے اہلحدیث عالم، مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم و مغفور اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا ظفر علی خانؒ کی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے ہمارے سامنے آ چکا تھا۔ ان تقریروں اور تحریروں سے (جن کا کوئی نہ کوئی ریکارڈ اب بھی کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی کے پاس ضرور موجود ہوگا) جو کچھ سامنے آیا اور جو کچھ میرے حافظے میں اب تک محفوظ چلا آ رہا ہے، اس کا لب لباب یہ تھا کہ اس وقت کے پنجاب میں مسلمان، انگریز حکمرانوں کے قابو میں نہیں آ رہے تھے اور زور اور زر کے استعمال کی صورت میں ان کی تمام کوششیں بری طرح ناکام ہو رہی تھیں۔ پنجاب کے انگریز گورنر کی شامت آئی ہوئی تھی۔ لندن میں واقع دفتر ہند (India Office) اور اس کے انچارج وزیر اور دوسرے حکمرانوں نے گورنر پنجاب کا ناطقہ بند کر رکھا تھا اور اسے پنجابی مسلمانوں پر قابو پانے میں ناکامی پر مسلسل سرزنش کی جا رہی تھی۔ آخر گورنر نے اپنی تمام ایجنسیوں اور متعلقہ اداروں کی اطلاعات، جائزوں اور تجزیوں پر مبنی ایک

رپورٹ تیار کی اور لندن میں وزیرِ ہند کو بھیج دی۔اس رپورٹ میں دوٹوک الفاظ میں کہا گیا تھا کہ پنجابی مسلمان صرف اپنے نبیا کی بات مانتا ہے، اس لیے اس کا سر جھکانے کی کوئی بھی کوشش کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتی۔

اس رپورٹ کا جو جواب وزیرِ ہند نے دیا، وہ بھی بڑے دوٹوک انداز میں تھا اور اس میں پنجاب کے انگریز گورنر کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ''پنجابی مسلمانوں کے لیے نبی پیدا کرو'' (نعوذ باللہ) گورنر کے لیے یہ حکم بڑا عجیب وغریب تھا، تاہم اس کے مشیروں میں بڑے بڑے بزرجمہر شامل تھے۔انہوں نے گورنر کو بہت تسلی دلائی کہ یہ کام اتنا مشکل نہیں کہ اسے ناممکنات میں شمار کرلیا جائے۔ان دنوں حکیم نورالدین کو اپنی پیشہ ورانہ مہارت اور قابلیت کی وجہ سے سرکاری دربار میں اچھی خاصی رسائی حاصل تھی۔مشیرانِ کرام نے گورنر کی مشکل نورالدین سے بھی بیان کی اور اس سلسلے میں اس کی مدد بھی چاہی۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب مبلغِ اسلام اور مناظرِ اسلام کی حیثیت سے مرزا غلام احمد (قادیانی) کا بہت چرچا تھا۔آریہ سماجوں کے ساتھ مرزا قادیانی کے مناظرے بڑی شہرت اختیار کرچکے تھے اور ان مناظروں کے حاضرین کی تعداد بھی بہت زیادہ ہوتی تھی اور اکثر و بیشتر ان مناظروں میں فتح مرزا قادیانی ہی کو حاصل ہوتی تھی۔مرزا کے ساتھ حکیم نورالدین کی دوستی ضرب المثل کی حیثیت رکھتی تھی اور مرزا پر حکیم کا اثر بھی بہت تھا۔جب انگریز گورنر کے مشیروں نے حکیم نورالدین کو اپنا مسئلہ پیش کیا تو اس کا ذہن فوری طور پر مرزا قادیانی کی طرف گیا اور اسے مرزا کی شکل میں ایک بنا بنایا (جھوٹا) نبی نظر آ گیا۔بس پھر کیا تھا' اس نے گورنر کے مشیروں کو اطمینان دلا دیا کہ ان کا کام ہوجائے گا اور ساتھ ہی اس نے مرزا پر کام شروع کردیا اور بالآخر اسے یہ یقین دلانے میں کامیاب ہوگیا کہ ''تم کوئی عام قسم کے مناظرہ باز عالم دین نہیں، تم تو اس سے بہت بڑے اور بہت آگے ہو، بلکہ تم تو نبی ہو اور تم پر وحی نازل ہوتی ہے۔(ایک بار پھر نعوذ باللہ)

حکیم نورالدین اپنی کوششوں میں کامیاب ہوگیا اور مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو نبی سمجھ لیا اور سب سے پہلے اس کے دوست نورالدین نے اپنے ہی بنائے ہوئے اس نبی کے ہاتھ پر بیعت کی۔اس طرح انگریز حکومت نے اپنے گورنر کے ذریعے پنجاب میں جھوٹی نبوت کا پودا کاشت کردیا اور پھر اس کی ہر ممکن طریقے سے آبیاری کی۔حکیم نورالدین نے دادا جان مرحوم ومغفور اور ان کے ساتھی کے استخارہ کے مشترکہ نتائج سننے کے بعد اصل حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود ارتداد کی راہ سے واپسی کے سلسلے میں اپنی جس معذوری ومجبوری کا ذکر کیا تھا وہ معذوری ومجبوری اس کے سوا کچھ نہیں تھی کہ وہ خود اس جھوٹی نبوت کا روحِ رواں تھا اور انگریز حکومت کے ساتھ کسی سودے بازی یا commitment نے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے تھے۔ان دنوں مرزا قادیانی کے کذب اور جھوٹی نبوت کے دعوے کے خلاف بڑی بڑی شاہکار نظمیں لکھی گئیں، جو مسلمانوں کے بچے بچے کی زبان پر جاری ہوگئی تھیں۔نثر میں بھی انشاء پردازی کے بڑے جوہر دکھائے گئے۔اس جھوٹے دعویٰ نبوت کے خلاف جس قسم کا شدید اور انتہائی والہانہ ردِعمل ہوا تھا، اس کو موجودگی میں انگریز حکمرانوں کا کاشت کیا ہوا یہ پودا شاید جڑ بھی نہ پکڑ سکتا لیکن انگریز نے اسے ایسا تحفظ مہیا کیا کہ یہ پروان چڑھتا رہا اور آج تک اسلام کے لیے ایک بہت بڑا فتنہ بنا ہوا ہے۔